



بدقسمت دنیادار

"میں تو کہا کرتا ہوں کہ اے بدقسمت دنیا دار باپ! تو نے اپنے بدقسمت بیٹے کو اس قابل بھی نہ کیا کہ تیرے لئے دعاء مغفرت ہی کر سکتا؟

ایک دفعہ ایک نواب صاحب سے گفتگو ہوئی تو میں نے اُن سے پوچھا آپ کو نماز جنازہ کی دُعا یاد ہے؟ — انہوں نے کہا ہیں تو یاد نہیں۔ خدا معلوم انہوں نے کتنے جنازے پڑھے ہوں گے؟

(حضرت لاہوریؒ)

۷ر جون ۱۹۸۵ء

-/۲ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد ۳۰ شمارہ ۴۷

— بیاد —
جانشینِ شیخ التفسیرؒ امام الہدیٰ
حضرت مولانا عبید اللہ انور
نوّر اللہ مرقدہٗ

مدیرِ اعلیٰ ادارہ
حضرت مولانا محمد اجمل قادری
مدظلہٗ

— مجلس ادارت —
عبد الرشید انصاری
ظہیر میر ایڈووکیٹ
انتظار حسین اسعد قادری

فی کاپی : -/۲ روپے

پاکستان میں بذریعہ — ڈاک
سالانہ ۵۲ شمارے -/۸۰ روپے
ششماہی ۲۶ شمارے -/۴۵ روپے

۱۷ رمضان ۱۴۰۵ھ

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ و تشریح ــــ حضرت مولانا احمد علی قدس سرہٗ

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَیَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ اِلٰی خَمْسَۃِ اَمْدَادٍ ۔ (متفق علیہ)

انسؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مُدّ پانی سے وضو کرتے اور ایک صاع سے پانچ مُدّ تک غسل میں صرف کرتے۔

تشریح: مُدّ دو رطل کا اور رطل آدھ سیر کا ہوتا ہے۔ اور صاع آٹھ رطل کا۔ ضرورت کے سوا پانی ضائع کرنے کی شریعت میں ممانعت ہے۔ آٹھ رطل یعنی چار سیر سے بآسانی غسل ہو سکتا ہے۔ مثلاً استنجا کرکے اس کے بعد وضو کرلے۔ اس کے بعد تھوڑا سا پانی لے کر سارے بدن پر مل دے تاکہ بدن تر ہو جائے۔ پھر سارے بدن پر تین دفعہ پانی بہائے۔

عَنْ شُرَیْحِ بْنِ هَانِیْءٍؓ قَالَ سَأَلْتُ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍؓ عَنِ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ فَقَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ وَّلَیَالِیَھُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَیَوْمًا وَّلَیْلَۃً لِّلْمُقِیْمِ (رواہ مسلم)

ترجمہ: شریحؓ بن ہانی کہتے ہیں۔ میں نے علیؓ ابن ابی طالب سے موزوں کے مسح کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن اور تین راتیں مسافر کے لئے اور مقیم کے لئے ایک دن رات مقرر فرمایا ہے۔

تشریح: چمڑے کے موزے، علاوہ اس کے سادی جرابوں پر چمڑا چڑھا لیا جائے یا فقط جراب پر جوتی کی شکل پر چمڑا چڑھایا جائے ان سب کا ایک ہی حکم ہے۔ علاوہ ان کے فل بوٹ اور لانگ بوٹ کا بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ ان کا تلا پاک رکھا جائے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَآءَ اَحَدُکُمُ الْجُمُعَۃَ فَلْیَغْتَسِلْ ۔

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے لئے آئے تو نہا کر آئے۔

تشریح: غسل جمعہ کے متعلق علماء کے دو قول ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ واجب ہے۔ چنانچہ بعض صحابہ کرامؓ اور حسن بصریؒ سے ایسا ہی منقول ہے۔ اکثر علماءِ کرام سلف اور خلف اُسے سنتِ مستحبہ قرار دیتے ہیں۔ جہاں کہیں حدیثوں میں امر کا صیغہ مستعمل ہوا ہے اُسے استحباب پر حمل کرتے ہیں۔ ایک حدیث حسن میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے جمعہ کے دن وضو کیا تو اچھا کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ یَفُوْتُہٗ صَلٰوۃُ الْعَصْرِ فَکَاَنَّمَا وُتِرَ اَھْلَہٗ وَمَالَہٗ ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے عصر کی نماز فوت ہو جائے گویا اس کا اہل اور مال چھین لئے گئے۔

نقطۂ نظر

سکھر کی مسجد میں قادیانی بم کا دھماکہ

پشاور کے علما کو مرزائیوں کی دھمکیاں

نئے حالات میں مجاہدینِ ختمِ نبوت اور عقیدۂ ختمِ نبوّت کے تحفّظ کے لئے کام کرنے والی تنظیموں کی ذمّہ داریاں ــــ

پی، پی، آئی کے مطابق پشاور کے علماء نے ۲۸ مئی منگل کے روز ایک بہت بڑا جلوس نکالا اور احتجاجی ریلی منعقد کی۔ مولانا نور الحق، مولانا فدا حسین، مولانا قاری فیوض الرحمٰن اور دیگر علماء کو ٹیلیفون اور خطوط کے ذریعہ دھمکیاں دی گئی تھیں کہ اگر انہوں نے قادیانیت کے خلاف آواز اٹھانا بند نہ کی، تو انہیں ہلاک کر دیا جائے گا۔ اور ان کے گھر بموں سے اڑا دئے جائیں گے جیسا کہ سکھر میں کیا گیا ہے ــ واضح رہے کہ اطلاعات کے مطابق انہی دنوں سکھر کی معروف مسجد منزل گاہ میں قادیانیوں نے بم کا دھماکا کیا جس سے دو مسلمان شہید اور متعدد زخمی ہوگئے جس کے بعد پورا شہر سراپا احتجاج بن گیا ــ اور انتظامیہ نے قادیانوں کو بپھرے ہوئے عوام کے غیظ و غضب سے بچانے کے لئے نہایت مستعدی کا مظاہرہ کیا اور انہیں محفوظ مقامات پر منتقل کر دیا۔ ←

ناشر: میاں محمد اجمل قادری، اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور، مطبع شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

یہ واقعات اور قبل ازیں ساہیوال میں مرزائیوں کی فائرنگ سے ایک عالمِ دین اور ایک نوجوان کی شہادت، ربوہ میں مجلس احرار الاسلام کے مبلّغ مولانا اللہ یار ارشد کا اغوا، ان پر بہیمانہ تشدّد، فدائے ختمِ نبوّت مولانا محمد اسلم قریشی کا اغوا اور تاہنوز ان کے بارے میں کسی سراغ کے نہ ملنے کے واقعات قادیانیت کا نیا روپ دیکھنے کے لئے کافی ہیں۔ قادیانیوں کا مفرور لیڈر اور اس کے رفقاء لندن کی میٹنگوں میں کھلم کھلا یہ اعلان کر چکے ہیں کہ پاکستان کی حکومت ظالم ہے اس کے مظالم کو روکنے کے لئے یہ معاملہ اقوام متحدہ میں انسانی حقوق کے کمیشن کے سامنے پیش کیا جائیگا اور پاکستان پر دباؤ ڈالنے کے لئے مغربی حکومتوں سے بھی رابطہ قائم کیا جائے گا۔

واقعات کے اس پس منظر میں قادیانی دہشت گردوں کی حرکات و سکنات سے اغماض یا انہیں نظر انداز کرنا عامۃ المسلمین اور دینی رہنماؤں کے لئے کسی طرح بھی جائز نہیں۔ اس موضوع پر جہاں تک ارباب اقتدار اور سیاستدانوں کے کردار کا تعلق ہے تو وہ اپنی ضرورت کی حد تک ہر کام کریں گے۔ عوام کے دباؤ سے نکلنے یا ان سے جاہ و منصب کی اطاعت حاصل کرنے کے لئے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیّت قرار دینے کا معاملہ ہو یا ان کے خلاف صدارتی آرڈیننس جاری کرنے کا مسئلہ، شدید عوامی دباؤ اور اپنی مجبوری کے بغیر آج تک کسی حکومت نے قادیانیت کے باؤلے کتّے کے گلے میں پٹہ ڈالنے یا اسے قابو میں لانے کی کوشش نہیں کی اور آئندہ کے لئے بھی تا حال بہتری کے آثار کہیں نمایاں نہیں ہوئے۔ حکومت مخالف سیاستدانوں کا طریقِ واردات یہ ہے کہ انہیں اپنے رقیبوں کو کھری کھری سنانے کے لئے جہاں کہیں بھی کوئی جھمگھٹا نظر آ جائے اور سر کے بل چل کر بھی اس میں جانا ممکن ہو تو وہ خود یا ان کی کٹھ پتلیاں اس میں ضرور اپنا تماشا دکھائیں گی مطلب یہ ہے کہ عقیدۂ ختمِ نبوّت کا تحفّظ خالصتاً دین و ایمان کا مسئلہ ہے مگر اربابِ حکومت اور حکومت مخالف سیاستدان اسے بھی اپنے مفادات کے لئے استعمال کرنے سے اجتناب نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ قادیانیت کے ناسور کی زہرناکی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ اپوزیشن کے سیاست کار ہوں یا لیلیٰٔ اقتدار کے منظور بارگاہ اربابِ حکومت وہ اپنے سیاسی مخالفوں کا زور توڑنے اور اپنے مفادات کو بچانے کی غرض سے ان کے لئے شدید سے شدید تر سزا و عقوبت جائز رکھتے ہیں حتیٰ کہ دار و رسن کی رونقوں کو بھی وہ اپنے مخالف عنصر ہی کی جہد و عمل سے قائم و دائم رکھتے ہیں مگر دین کے باغیوں اور خدا و رسول کے دشمنوں سے ان کے تعلقات ہمیشہ سازگار رہتے ہیں اور درونِ خانہ نوازشات من جانبین جاری رہتی ہیں اس لئے اب:۔

● ——— اوّلاً عقیدۂ ختمِ نبوّت کے تحفّظ کے لئے کام کرنے والی تنظیموں اور ناموسِ ختمِ نبوّت کے جاں نثاروں کو سب سے پہلے اپنی صفوں میں کامل اتحاد اور قریبی رابطے کی فضا قائم کرنی چاہیئے تاکہ کمینہ خصلت دشمن کے شر کے انسداد کے لئے قریبی تعاون کی راہیں

استوار ہوں۔ یہ کس قدر شرمناک بدنظمی ہے کہ ایک شخص کسی افسر و لیڈر کے قادیانیوں سے روابط کی بات کرتا ہے تو اسی کا ہم فکر دوسرا آدمی مبینہ فرد کے ولی کامل ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری کر دیتا ہے۔

● ——— اور ثانیاً دینی عناصر کو بیک آواز ہو کر قادیانی تنظیموں اور اداروں کو خلاف قانون قرار دینے اور پاکستان میں ارتداد کی سزا کے نفاذ کا مطالبہ کرنا چاہیئے۔

ان سطور کے ساتھ ہم سکھر کے شہیدانِ شمعِ رسالت اور مجروحینِ جفا قادیانیت سے اظہارِ ہمدردی کرتے ہوئے ان کے لئے اعلیٰ مراتب کی دعا کرتے ہیں۔ اور پشاور کے علماء کرام کے اعلانِ حق کی پر زور تائید کرتے ہیں کہ ہم قادیانی ذرّیت کی دھمکیوں اور مظالم سے خوف زدہ نہیں ہوں گے۔ حبیب کبریا محمّد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و ناموس کے لئے ہماری جدوجہد ہر حال میں جاری رہے گی۔

انصار

30.5.85



اسلامی نظام کی برکات

پوری طرح اسی وقت حاصل ہونگی جب اسے مکمّل طور پر ملک میں نافذ کیا جائے گا!

۱۱ دسمبر ۱۹۸۳ء کو ایک اخباری انٹرویو کے موقعہ پر جب سوال کیا گیا کہ اسلام کا نظام تعزیر و شرعی حدود جاری کرنے سے قبل معاشرتی صورت حال کے بارے میں بھی کوئی شرائط ہیں؟ کہ پہلے اس کی اصلاح کی جائے پھر اسلامی قوانین کا اجرا ہو۔ تو جانشینِ شیخ التفسیر امام الھدیٰ حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

"یہ سوال دراصل قسط وار اسلام کے تصوّر سے پیدا ہوا ہے۔ حالانکہ اسلام ایک اکائی ہے۔ اسے مختلف حصّوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی خودساختہ تقسیم کے ذریعے قسط وار نافذ کئے جانے والے اسلام سے معاشرہ میں وہ اثرات و نتائج مرتّب ہو سکتے ہیں جو اسلامی نظام کے ساتھ لازم ہیں اور اس کی برکات ہیں۔ جس طرح ایک مشین اس وقت تک اپنا کام صحیح طور پر سرانجام نہیں دے سکتی کہ جب تک اس کے تمام پرزے اپنی اپنی جگہ ٹھیک کام نہ کر رہے ہوں۔ اسی طرح اسلامی نظام بھی اس وقت تک صحیح طور پر نافذ نہیں ہو سکتا کہ جب تک اسے پورے کا پورا نافذ نہ کیا جائے۔ اسلام معاشرہ کے ہر فرد کو ریاست کی طرف سے اس کے حقوق کی ضمانت بھی دیتا ہے اور اس پر جرائم کی صورت میں حدود بھی نافذ کرتا ہے یہ دونوں کام بیک وقت ہیں ان میں تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی۔

پنجاب اسمبلی میں مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کا پہلا معرکہ

گذشتہ دنوں مجاہد ختم نبوت مبلّغ اسلام مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ نے اسپیکر پنجاب اسمبلی جناب منظور احمد وٹو کے متعلق قادیانی ہونے کے خدشہ کا اظہار کیا تو اسمبلی کے اندر اور باہر کھلبلی مچ گئی۔ بعض نے خبر کو منظور احمد چنیوٹیؒ بمقابلہ منظور احمد وٹو کا عنوان دیا۔ کچھ لوگوں نے اس خالص دینی مسئلہ میں اپنی ترجیحاتی ٹانگ اڑانے کی کوشش کی۔ اور اہل دین و دانش نے سنجیدگی سے اس پر توجہ دی۔ فاضل اسپیکر مرکز خدام الدین شیرانوالہ گیٹ آئے اور اپنے عقیدے کی وضاحت کی۔ کہ وہ مسلمان ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور حضورؐ کے بعد ظلی یا بروزی کسی طرح کی نبوّت پر یقین نہیں رکھتے۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے تمام متبعین کو کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ ان کا باپ قادیانی تھا اور اسی نے بچپن میں ان کا نام بزم اطفال احمدیہ اور خدام الاحمدیہ میں دے رکھا تھا۔ انہوں نے کہا میں نے خود قادیانیوں کی کسی تنظیم کے فارم پر کبھی دستخط تک نہیں کیے۔ اس وضاحت کے بعد مولانا چنیوٹیؒ نے اپنی تحریک واپس لے لی مگر تاک میں بیٹھے ہوتے شر پسند میدان میں آگئے۔ ایک اخبار نے سرخی جمائی کہ مولانا چنیوٹیؒ نے پیسے لے کر تحریک واپس لی ہے اور کسی نے کہا جب اسپیکر مسلمان تھا تو مولانا نے اسے قادیانی کیوں کہا۔ سب سے زیادہ تکلیف ان بے دین عناصر کو ہوئی جو نہیں چاہتے کہ سرکاری ایوانوں میں اسلام اور دینی عقائد کے حوالہ سے کوئی بات ہو۔

بہرکیف! دوسرے روز مولانا چنیوٹیؒ نے پنجاب اسمبلی میں اعلان کیا کہ ان کا تعلق علماء حق سے ہے ہم بکنے یا جھکنے والے نہیں ہیں۔ عوامی نمائندگی کے کسی منصب یا عہدے پر فائز کسی بھی شخص کے بارے میں ہمیں ذرہ برابر بھی شبہ ہوا کہ وہ قادیانی ہے تو ہم شور مچا دیں گے جب تک وہ اپنی صفائی پیش نہ کرے ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ جناب اسپیکر کی اطمینان بخش وضاحت کے بعد میں نے تحریک واپس لے لی پیسے لے کر نہیں لی۔ مگر پھر بھی اگر کوئی دین کے کام میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے جھوٹ بولنے اور افترا پردازی سے باز نہیں آتا تو میں اعلان کرتا ہوں کہ پیسے دینے والے پر اور پیسے لینے والے پر اور جھوٹا بہتان لگانے والے پر خدا کی لعنت۔

بعض لوگوں نے مولانا کے اس بیان کے بعد بھی سستی شہرت حاصل کرنے اور علماء حق کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے کے لئے روایتی اخباری بیان بازی کی۔ یہ لوگ عقل و فکر سے تہی دامن ہیں یہ اپنوں کے نہیں ہو سکے غیر کے کب ہوں گے انہوں نے اپنی

(باقی ۲۲ پر)



رمضان میں اللہ تعالےٰ نے قوموں کی تقدیر بدل ڈالی ہے

جس نے روزے نہیں رکھے اس نے رمضان سے کچھ حاصل نہیں کیا

رمضان گناہوں سے معافی اور جہنّم سے نجات کا ذریعہ ہے

حکمران اور اربابِ دولت اپنے اندر دین کے مطابق تبدیلی پیدا کرلیں
ورنہ خدا انہیں بدل ڈالے گا اور قوم کی حالت میں انقلاب آجائیگا

جانشین امام الہدیٰ حضرت مولانا محمد اجمل قادری مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفےٰ: امّابعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:-

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ (۲۳۱)

رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو نسلِ انسانی کے لئے ہدایت ہے اور ہدایت کی روشن دلیلیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے اس لیے تم میں سے جو شخص بھی اس مہینہ کو پائے تو اس کے روزے رکھے۔

بزرگان گرامی! برادرانِ اسلام! دل و دماغ کی گہرائیوں اور ایمان کی پوری توانائی کے ساتھ اس رب کائنات اور مالک ارض و سماوات کا ہمیں شکر ادا کرنا چاہئے جس نے ہمیں رمضان المبارک جیسے بابرکت و باعظمت مہینے کی نعمت عطا فرمائی۔ رمضان المبارک رب العالمین کا اپنے بندوں پر احسان ہے۔ رمضان المبارک اللہ تعالےٰ کا اپنے حبیبؐ کی امّت کے لئے بہت بڑا انعام ہے اس احسان عظیم اور انعام کبیر کے شکریے کا تقاضا ہے کہ ہر مسلمان اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے رمضان کا پورا مہینہ روزے رکھے۔ اس لئے کہ یہ مہینہ نزول قرآن کے جشن کا مہینہ ہے۔ یہ مہینہ گناہوں کے ارتکاب سے توبہ کرنے کا مہینہ ہے، یہ مہینہ گناہوں کی معافی اور بخشش کا مہینہ ہے' یہ مہینہ جہنم کی آگ سے نجات کا مہینہ ہے، یہ مہینہ بہشت کے باغات اور جنت کی پُرشکوہ وادیوں میں دخول کا مہینہ ہے اس لئے ضروری ہے کہ دنیا کی لذتوں سے دست بردار ہو کر بھوکے پیاسے رہ کر جیسے بھی ممکن ہو دوزخ کی آگ سے بچنے والوں

اور جنت کے طلبگاروں کی قطار میں شامل ہونے کی کوشش کی جائے۔ دنیا کی آنکھ ظاہری حسُن سے پیار کرتی ہے اور دل صاحب حسُن کی ناز برداریوں کو بڑا اعزاز سمجھنے لگتا ہے رمضان کا مہینہ روح اور ایمان کی آنکھ کو دائمی حسُن کے بادشاہ' ہر حسُن کے خالق اور منبع و مرکزِ حسن و کمال، "اللہ جمیل" وَ یحِبُّ الجمال کی بارگاہ ناز کی راہ دکھاتا ہے۔ خالقِ حسن و جمال جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ اپنے چاہنے والوں سے بے انتہا پیار کرتا ہے۔ رمضان کا مہینہ اس سے ملاقات کی راہ بتاتا اور آداب ملاقات سکھاتا ہے پھر کون بدنصیب ہے جو اس مہینہ کو پائے لیکن اپنے رب کی رضا کو نہ پا سکے؟ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

لِلصَّائِمِ فَرْحَتَان، فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرَةٍ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ وَلَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَام جُنَّةٌ۔

یعنی روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک روزہ افطار کرتے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری اپنے رب سے ملاقات کے موقعہ پر حاصل ہو گی اور روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک و عنبر سے بھی زیادہ محبوب ہے (شیطان کے وار اور اس کی فتنہ سامانی سے بچنے کے لئے) روزہ ڈھال ہے۔

حضرات محترم! روزہ اور رمضان لازم و ملزوم ہیں جس نے رمضان کے روزے باوجود طاقت و استطاعت کے نہیں رکھے اس نے رمضان سے کچھ حاصل نہیں کیا۔ یعنی رحمتوں کی بہار آ کے چلی گئی۔ مگر یہ کیسا مسلمان ہے کہ اس کے گلشنِ ایمان میں عمل و کردار کا ایک پھول بھی کھل نہ سکا اس کے کسی پودے کی کسی ٹہنی پر نیکی کی کوئی کلی اور کوئی کونپل موسم بہار میں بھی شگفتہ نہ ہو سکی ؎

پھول تو کھِل کر بہارِ جانفزا دکھلا گئے
حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بِن کِھلے مرجھا گئے

اللہ والے بھی اپنے عمل و کردار سے کتنی اُجڑی بستیاں آباد کر جاتے ہیں ان کی نگاہِ ہوشربا سے کتنے ویران باغوں میں بہار آ جاتی ہے۔ اور خدا کی رحمتوں کے بادل برسات باندھ دیتے ہیں۔

شیرانوالہ دروازہ لاہور میں خدام الدین دِین کے خدمت گذاروں کا یہ باغ شیخ الہند محمود الحسنؒ، امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ، امام المحدثین حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے فیض یافتہ اور تربیت یافتہ قطبِ زماں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری نوّراللہ مرقدہٗ نے لگایا تھا اور ان کے جانشین ہمارے حضرت امام الھدیٰ مولانا عبیداللہ انور (خدا ان کی قبر کو اپنی رحمت کے نور سے بھر دے) نے راہِ حق کے جانثاروں کی اس وادی کو اپنے خونِ جگر سے آباد کئے رکھا انہوں نے اس گلشن کے ہر پودے کو اپنی شفقتوں محبتوں اور دعوات سحرگاہی سے سینچا اور سیراب کیا۔ ان کی وفات کے بعد پہلے رمضان کے آج کے اس پہلے جمعہ میں اپنے رب کے حضور ہم عہد کرتے ہیں کہ اس گلشنِ دین و ایمان، مرکزِ رشد و ہدایت کو آباد رکھیں گے

اس کی آبرو پر کبھی آنچ نہیں آنے دیں گے۔ مرکز خدام الدین دینی غیرت و حمیّت کا نام ہے ہم اس کی آن کے لئے جان دینے سے بھی گریز نہیں کریں گے ہم عہد کرتے ہیں کہ دشمنانِ دین و ملت کا کوئی خواب ہم شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دیں گے۔ حاسدوں' بدخواہوں اور اعداء ملک و قوم کی کوئی خواہش پوری نہیں ہونے دیں گے۔ ہم دین کا پرچم بلند رکھیں گے، حق و صداقت کی شمعیں ہر راہ میں جلاتے رہیں گے اسلامی عدل و مساوات اور قرآن و سنّت کی بالادستی قائم کرنے کے لئے راستے کی ہر مشکل اور تکلیف کو اپنے رب کا انعام سمجھ کر سینے سے لگا لیں گے۔ راہِ حق میں کوہ ہمالہ رکاوٹ بننے کی کوشش کرے تو اسے بھی روند ڈالیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ

نیز پاکستان کو برباد کرنے، اس کے اساسی نظریہ کو منہدم کرنے، اسے لادینی اسٹیٹ بنانے اور یہاں شیطان کا اقتدار قائم کرنے کی تمنّا رکھنے والے دشمنانِ خدا و رسول، غارتگرانِ عقیدۂ ختم نبوت، اعداءِ عظمتِ اصحاب رسولؐ، بے حیائی اور اخلاقی باختگی کے "تاجر" دنیا کے پرستار اور دین کے نام پر بدعات و رسوم ایجاد کر کے پیٹ کا جہنم بھرنے والے خدافراموش کان کھول کر یہ بات سن لیں کہ امام الھدیٰ مولانا عبیداللہ انورؒ اگرچہ دنیا سے چلے گئے ہیں مگر درس گاہ انور سے جہد و عمل کا سبق پڑھنے والے ابھی باقی ہیں۔ اجمل و اکمل . . . ابھی زندہ ہیں۔ ہم اپنے اکابر اپنے اسلاف اور بزرگوں کی ارواح مقدسہ کو خوش رکھیں گے ـــــ ہم اعلان کرتے ہیں کہ حبیبِ کبریا، سیدالانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی جوتیوں اور ان کی گردِ راہ سے محبت کے طفیل ہم ولی اللّٰہی اور عبیداللّٰہی جذبوں اور ولوں سے سرشار ہو کر اپنی صف بندی کریں گے اور بنیان مرصوص بن جائیں گے۔ اللہ ہی ہمارا حامی و ناصر ہے۔ علیہ توکلنا وھوالمستعان

؎ زمانہ بھر مخالف ہو فلک بھی ہو عدو میرا
بگڑتا کچھ نہیں یارب نگہباں جب ہے تو میرا

حضرات محترم! رمضان وہ مہینہ ہے جس میں ہمارے رب نے قوموں' امتوں، جماعتوں اور گروہوں کی قسمت کے فیصلے کر دئیے ہیں ان کی تقدیریں بدل ڈالی ہیں۔ اسی مہینہ میں وہ قدر و منزلت اور مقدر والی رات ہے قرآن جسے لیلۃ القدر کہتا ہے جو مرتبہ اور اہمیت کے اعتبار سے ہزار مہینوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ اس رات میں اللہ تعالےٰ نے سلسلۂ نبوّت کو جو ہزاروں سال سے بنی اسرائیل میں چلا آ رہا تھا اسے بنی اسمٰعیل میں منتقل کر دیا تھا اور عرش الہٰی سے نازل ہونے والی تمام برکتیں اور رحمتیں بادشاہوں، سرداروں لیڈروں اور دولت مندوں کے بجائے بی بی آمنہ کے دریتیم کے گھر میں داخل ہو گئی تھیں۔

وہ رمضان ہی کی ایک رات تھی جب ساری دنیا کفر و شرک کے تاریک سمندر میں غوطہ زن تھی مگر مکّہ کے قریب ایک پہاڑ کے اوپر واقع غار کے اندر ہدایت کا آفتاب پوری طرح روشن تھا۔ حظیرۃ القدس سے جبرائیل امین کو غار حرا کے اسی عبادت گذار کے پاس بھیجا گیا جو دنیاوی لذتوں سے کنارہ کش بھوکا پیاسا مالک ارض و سمٰوٰت کی بارگاہ صمدیت سے آس لگائے یہاں بیٹھا رہتا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اسی رات میں اپنے

بندوں کی ہدایت و نجات کے لئے اپنی آخری اور سب کو منسوخ کرنے والی کتاب قرآن مجید حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر و منور پر نازل فرمائی۔ اللھم صل علےٰ محمدٍ و علی آلہٖ و اصحابہٖ و اتباعہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام بھی توراۃ لینے کے لئے کوہ طور پہ گئے تو چالیس راتیں وہاں اللہ رب العزت کی بارگاہ جلال میں مجسمہ عبدیت بنے بیٹھے رہے۔ اس لئے یہود پر بھی روزے فرض ہوئے —— حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام عطاء انجیل کے موقعہ پر دنیا سے الگ تھلگ ہو کر اپنے پروردگار کے حضور اس کی حمد و تقدیس بیان کرتے رہے اس لئے رمضان کے روزے نصاریٰ پر بھی فرض کئے گئے مگر سخت گرمی اور شدید سردی میں انہیں تکلیف محسوس ہوئی تو خدا کے حکم کو بدل کر تیس کے بجائے پچاس روزے موسم بہار میں رکھنے کا فیصلہ کر لیا۔ ارشاد الٰہی ہوا ——

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ۔ اے ایمان والو! تم پر بھی اسی طرح روزے فرض قرار دئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے سابقہ امتوں کے افراد پر روزے فرض گئے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ تاکہ تم خدا کی نافرمانیوں اور جہنم کے عذاب سے بچ جاؤ۔ حضور رحمتِ دو عالم ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا۔ اَلصِّیَامُ جُنَّۃٌ روزہ ڈھال ہے یعنی روزہ مسلمان کو شیطان کی وسوسہ اندازیوں اللہ تعالےٰ کی نافرمانیوں اور عذاب آخرت سے بچانے والی ڈھال ہے۔

امام الاولیاء حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ قانونِ الٰہی کی پابندی سکھانا روزے کا خاص مقصد ہے۔ روزے کی روح یہ ہے کہ انسان کے اندر اخلاقِ حسنہ پیدا ہوں، صفاتِ حمیدہ سے آراستہ ہو۔ بداخلاقی سے اسے نفرت ہو، خواہشاتِ نفسانی پر قابو پائے۔ ضبطِ نفس اور تحمل کا خوگر ہو، فتنہ انگیزی سے باز آئے شرارت نہ کرنے پائے۔

اسلامی شریعت میں روزے کے قوانین کا جائزہ لیا جائے تو یقین ہو جاتا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روزے کے ذریعے اپنی امت کو اخلاق کے اعلیٰ معیار پر پہنچانے کی سعی فرمائی ہے۔ مگر آج محسوس ہوتا ہے کہ روزہ اور اس کے تقاضوں کو چھوڑ کر امتِ مسلمہ کے بعض افراد بداخلاقی اور بے دینی کے دلدل میں پھنس گئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان پر رحم فرمائے۔ آمین!

یہ بات یاد رہنی چاہئے کہ رمضان کا مہینہ مقدس و بابرکت اسی لئے ہے اور اس کے روزے اسی لئے فرض کئے گئے ہیں کہ اس میں قرآن مجید نازل ہوا۔ قرآن رمضان میں نازل نہ ہوتا تو نہ روزے اس میں ہوتے نہ لیلۃ القدر اس میں ہوتی اور نہ ہی اسے رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ قرار دیا جاتا۔

بزرگان محترم! غور فرمائیں اب رمضان کا مہینہ شروع ہو چکا ہے مگر پوری پاکستانی قوم اختلاف و انتشار اور بجلی اور پانی کی کمی کے عذاب کا شکار ہے۔ یہ صرف اس لئے کہ اربابِ اقتدار دین سے دور ہیں انہوں نے پاکستان میں قرآن اور سنتِ رسول ﷺ کی حکمرانی قائم کرنے کے

بجائے اپنے ذاتی گروہی اور علاقائی مفادات کی بالادستی قائم کر دی ہے اور ارباب دولت سرمایہ دار طبقہ حقداروں کے حقوق ادا کرنے کے بجائے اپنی دولت بڑھانے، بچانے اور پرُتعیش زندگی گذارنے کی دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوششوں میں مصروف ہے۔ سرکاری اور عوامی اداروں میں مغرب زدہ اور فیشن پرست عورتوں کی تعداد روز بروز بڑھتی چلی جا رہی ہے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب تمہارے حکمران شریر لوگ اور تمہارا دولت مند طبقہ بخیل ہو جائے اور تمہارے امور عورتوں کے سپرد ہو جائیں تو بَطْنُ الْاَرْضِ خَیْرٌ مِّنْ ظَھْرِھَا پھر تم فضول اور ناپسندیدہ مخلوق ہو تمہیں موت آ جائے تو اچھا ہے پھر تمہارے لئے زمین کی پیٹھ پر رہنے کے بجائے زمین کے پیٹ میں چلے جانا بہتر ہے۔

یاد رکھئے! پاکستان اور پاکستانی قوم کو موجودہ مشکلات اور مصیبتوں سے نکالنے کے لئے ضروری ہے کہ حکمران طبقہ اور سیاست دان نفاق اور موقعہ پرستی کی راہ چھوڑ کر اخلاص اور خدمت کی ایمانی والی راہ اختیار کریں۔ انہیں چاہئے کہ اپنے اندر دین کے مطابق تبدیلی پیدا کریں ورنہ خدا انہیں بدل ڈالے گا۔ وہ ان کی بجائے کسی اور کو اقتدار پرلے آئے گا اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشآء وتنزع الملک ممن تشآء.... تا .... انک علیٰ کل شیئٍ قدیر۔

دعا فرمائیں اللہ تعالےٰ ہمارے لیڈروں، حکمرانوں کو ہدایت دے۔ اگر یہ لوگ ہدایت کے لائق نہیں ہیں تو ہمیں ان سے نجات عطا فرمائے۔ آمین!

جو لوگ آج یہ بات کھلم کھلا کہتے ہیں کہ پاکستان اسلامی قوانین کے لئے نہیں بنا اور ١٩٧٧ء میں لوگوں نے نظامِ مصطفےٰ ﷺ کے لئے جانیں قربان نہیں کی تھیں یہ لوگ پاکستان کے خیر خواہ اور اسلام کو تسلیم کرنے والے کیسے ہو سکتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ان کے پسندیدہ نظامہائے حکومت راجیو گاندھی اور ببرک کارمل کے ملکوں میں رائج ہیں وہ وہاں چلے جائیں اور اپنے نظریے کے مطابق زندگی گذاریں ہم مسلمان ہیں اور یہ ملک مسلمانوں کا ہے اسلام کے نام پر بنا ہے، ہم یہاں اسلام کے سوا کسی اور نظامِ حیات کو کبھی قبول نہیں کریں گے۔ رمضان المبارک اور روزے ہمیں جھوٹ ترک کرنے اور سچائی کی راہ پر گامزن ہونے کا حکم دیتے ہیں اسی لئے ہم سچی سچی بات کہہ رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کو رمضان کا احترام کرنے اور روزے کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کائنات کی تمام عورتوں سے افضل ہیں!

مولانا عبدالرئوف فاروقی

رمضان جہاں قرآن کے نزول، اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے نزول، جذبۂ جہاد کی بیداری اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری کے لیے تربیتی مہینہ ہے وہاں تاریخی اعتبار سے بھی مسلمانوں کے لیے انتہائی اہمیت کا حامل اور یادگار مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں اسلامی تاریخ کے کئی اہم واقعات رونما ہوئے جو بلاشبہ ہمارا تاریخی سرمایہ ہیں۔ نیز اس ماہِ رمضان کے ساتھ ہماری چند تلخ یادیں بھی وابستہ ہیں کہ اس میں بعض ایسے حادثے رونما ہوئے جن سے ملت اسلامیہ عظیم نقصان سے دوچار ہوئی، اُن حادثات میں سے ایک حادثہ ام المومنین سیدہ نساء العالمین حضرت عائشہ سلام اللہ و رضوانہ علیہا کی وفات حسرت آیات ہے جو ۵۸ھ میں اسی مہینہ کی ۱۷ تاریخ کو واقع ہوئی۔ آپ کی وفات مسلمانوں کے لیے ایسا المیہ تھا کہ صدیوں اسے فراموش نہ کیا جا سکا کیونکہ یہ خلاء قیامت تک پُر ہو ہی نہ سکتا تھا۔

بدقسمتی سے ہم نے جہاں اور بہت سے محسنوں کو فراموش کیا اور اپنی تاریخ کی عظمتوں کو نظرانداز کر کے غیروں کی سازشوں کا شکار ہوئے وہاں سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی مذہبی اور تاریخی شخصیت کو بھلا کر ایک بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا جس سے ہم ناقابل تلافی نقصان سے دوچار ہوئے۔ کاش مسلمان قوم انگڑائی لے اور نوجوان نسل اپنی تاریخ کے اُن اصل محسنوں کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اُن کی زندگیوں اور اُن کے پُرعظمت کردار کو اپنا کر اپنے مستقبل کی راہوں کو سنوارنے کی کوشش کرے۔ آج اس دور میں اپنے شاندار ماضی کے ساتھ وابستہ ہوئے بغیر ہم ترقی کی منزلیں طے نہیں کر سکتے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شخصیت کے تمام پہلو پُرعظمت و پُروقار ہیں۔ آپ تاریخ اسلام کے سب سے پہلے مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی کے رفیقِ سفر و ہمدم، ہر مصیبت و پریشانی کے ساتھی اور اپنی زندگی کی قیمتی سے قیمتی متاع اور جان آپؐ کے قدموں پر قربان کرکے ہر میدان میں دوسرے صحابہؓ پر سبقت لے جانے والے صحابی سیدنا حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی

دوسری بیوی حضرت امّ رومانؓ کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ انوارِ نبوت سے براہِ راست اور سب سے پہلے مستنیر ہونے والے کاشانۂ صدیقیؓ میں پیدا ہونے اور پھر پرورش پانے کی وجہ سے آپ شروع سے ہی کفر و شرک اور ضلالت و گمراہی سے منزّہ اور مبرّا ہیں۔ اس طرح ایک لمحہ کے لیے بھی آپ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی آلودگی سے ملوث نہ ہوئیں۔ چنانچہ خود فرماتی ہیں کہ مَیں نے جب سے آنکھ کھولی اپنے ماں باپ کو وحدہ لاشریک لہٗ کا عبادت گذار اور شرک و بت پرستی سے بیزار پایا۔

رونقِ کاشانۂ نبوت

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب سے پہلی بیوی حضرت خدیجہؓ بنتِ خویلد پچیس سال تک آپ کے شرفِ صحبت میں رہنے اور ہر لحاظ سے آپؐ کے دکھوں میں برابر کی شریک رہنے کے بعد ۱۰ھ نبوت کے اسی رمضان کے مہینہ میں وفات پا گئیں۔ آپ نے جس طرح عورتوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کے بعد قدم قدم پر ایک باوفا اور غمگسار شریکِ حیات ہونے کا ثبوت دیا۔ اور گھر کی چاردیواری میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تسکین اور حوصلے کا سبب بنیں آپ کی وفات سے سید الکونین علیہ السلام کو شدید صدمہ ہوا اور یہ سال عام الحزن قرار پایا۔ گھریلو معاملات اور صاحبزادیوں کے مسئلہ پر پریشانی کی وجہ سے آپؐ اکثر کھوئے کھوئے رہتے آپؐ کی یہ حالت صحابہ کرام کے لیے بھی موجبِ الم تھی۔ چنانچہ مشہور صحابی حضرت عثمان بن مظعونؓ کی زوجہ حضرت خولہ بنتِ حکیم نے ایک روز خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی ـــ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ دوسرا نکاح کر لیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ کس سے؟ عرض کی کنواری اور بیوہ دونوں طرح کی لڑکیاں موجود ہیں آپ جس کو پسند فرمائیں۔ فرمایا وہ کون ہیں؟ عرض کی بیوہ تو سودہ بنت زمعہ ہیں اور کنواری ابوبکر صدیق کی بیٹی عائشہ۔ ارشاد ہُوا بہتر ہے تم ان کی نسبت بات کرو۔ حضرت خولہ آپؐ کی اجازت و مرضی پاکر حضرت ابوبکرؓ کے گھر تشریف لائیں اور پیغام نکاح دیا۔ بڑی خوشی اور مسرّت کے ساتھ قبول کر لیا گیا۔ کہ اس سے بڑی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے کہ ابوبکرؓ کی بیٹی رسولِ خدا کی زوجہ محترمہ بن جائے۔

پیغمبرؐ کی زوجہ، انتخابِ الٰہی

قرآن، احادیث اور سیرت کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کا کوئی کام اپنی خواہش اور مرضی سے نہیں ہوتا بلکہ اللہ کے نبی کا ہر کام حکمِ الٰہی ہوتا ہے اسی لیے امت کے لیے رسولؐ کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت قرار دی گئی ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں نبیؐ کا چھوڑا ہُوا طریقِ کار درحقیقت اللہ تعالیٰ کی منشار کے عین مطابق ہے نکاح کے معاملہ میں بھی نبی خود مختار نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور مرضی کا پابند ہوتا ہے چنانچہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ "مَیں نے کسی عورت کے ساتھ خود نکاح کیا یا اپنی کسی بیٹی کا نکاح کسی کے ساتھ کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر نہیں کیا"۔

سیّدہ عائشہؓ بنت ابوبکرؓ کے ساتھ نکاح بھی حضور علیہ السلام

کی اپنی ذاتی خواہش سے زیادہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے تھا کہ اس طرح اللہ تعالےٰ اپنے نبیؐ کے خلوت کے امور کو امت کے سامنے پیش کرنے کا اہتمام فرمانا چاہتے تھے.

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلٰثَ لَيَالٍ يَجِيءُ بِكِ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَقَالَ لِيْ هٰذِهٖ امْرَأَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكِ الثَّوْبَ فَإِذَا أَنْتِ هِيَ فَقُلْتُ إِنْ يَكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ ۔ کہ میں نے مسلسل تین رات تجھے اس طرح خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ ریشم کے ٹکڑے میں لپیٹ کر لاتا اور مجھ سے کہتا یہ آپ کی بیوی ہیں تمہارے چہرہ سے پردہ اٹھاتا تو تم کو پاتا ۔ بعینہٖ ۔ پھر میں اپنے دل میں کہتا ۔ اگر یہ خواب خدا کی طرف سے ہے تو خدا اس کو پورا کرے گا۔"

اسی طرح ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ "حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ جبرئیل ان کی شکل و صورت کی کوئی چیز سبز ریشم میں لپیٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور کہا کہ یہ دنیا و آخرت میں آپؐ کی بیوی ہیں۔"

ان دونوں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ تین رات تک مسلسل خواب میں فرشتہ کے ذریعہ اور پھر حضرت جبرئیل کے ذریعہ سیدہ عائشہ کا رسول اللہ کو دکھانا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ کاشانۂ نبوت کے لیے سیدہ عائشہؓ کا انتخاب خدائی ہے اور ہمارا ایمان و عقیدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا انتخاب کبھی غلط نہیں ہو سکتا ۔ اور یقیناً آپؓ نبوت کے شایانِ شان اور مناسب تھیں ۔ اسی لیے تو آپؓ کو منتخب کیا گیا ۔ اب کسی کا حضرت عائشہ رضؓ پر اعتراض بالواسطہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض ہوگا

غیرتِ خداوندی کا مظاہرہ

یہی وجہ ہے کہ جب مدینہ کے منافقین یہودیوں نے اسلام اور پیغبر اسلامؐ سے اپنی عداوت اور دشمنی کا انتقام لینے کے لیے حرم نبویؐ کو نشانہ بنایا اور ۵ھ میں ایک غزوہ سے واپسی پر معمولی سی بات کا افسانہ بنا کر اپنی شیطنت اور فطری بدبختی کا ثبوت دیتے ہوئے نبوت کی عزت کے خلاف پروپیگنڈا شروع کیا تو اللہ تعالےٰ نے اسے اپنے انتخاب پر حملہ قرار دیا ۔ اس طرح غیرتِ خداوندی جوش میں آگئی اور سورۂ نور میں قرآن کے پورے دو رکوع آپ کی برأت اور پاکدامنی کے بیان میں نازل فرمائے اور ان میں جہاں سیدہ عائشہؓ کی عظمت، عفت و پاکدامنی کو بیان فرمایا وہاں یہ منفی پروپیگنڈا کرنے والوں کو سخت ملعون اور شریر قرار دینے کے ساتھ ساتھ اس پروپیگنڈا سے وقتی طور پر تھوڑی دیر کے لیے بھی متاثر ہونے یا شک و تردد میں مبتلا ہونے والوں کو سخت الفاظ میں ملامت فرمائی ۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمتہ اللہ علیہ اسی لیے اکثر اپنی تقریروں میں فرمایا کرتے تھے کہ حضرت یوسف اور حضرت مریم علیہا السلام کے لیے تو اللہ تعالیٰ معصوم بچوں کو قوتِ گویائی دے کر اُن کی صفائی دی ۔ لیکن اماں عائشہؓ کے لیے اللہ تعالےٰ کو خود گواہوں کے کٹہرے میں کھڑا ہونا پڑا ۔

اہل بیت کے مصداق اوّل

سورۂ نور کی ان آیات کے علاوہ سورۂ احزاب

(باقی ۲۰ پر)

آغا شورش کاشمیری مرحوم

حضرت مولانا احمد علی لاہوری



تمام دنیا میں علماء کے تین گروہ رہے ہیں ۔ ایک گروہ اہل حق کا ہے جو محض حق کی اشاعت ہی نہیں کرتے بلکہ اس کے لیے جہاد بھی کرتے ہیں اور اس راہ میں آزمائش و ابتلاء کے ہر مرحلہ سے گذر جاتے ہیں ۔ دوسرا بھی اہل حق ہی کا گروہ ہے لیکن اس گروہ کے افراد مکروہات دنیا سے دامن کشاں ہونے کے باعث گوشہ نشینی کو ترجیح دیتے ہیں ۔ ان کے لیے سب سے بڑی متاع ان کا بوریہ فقر و استغناء ہے ۔ تیسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو دین کی چادر میں مصلحتوں کے پیوند لگاتے ہیں اور زہد و علم کی آڑ میں نفس کی دکان سجاتے ہیں ۔ یہی آخری گروہ ہے جس کے بارے میں علمائے سُوء کی اصطلاح وضع ہو چکی ہے۔

علمائے حق اور علمائے سُوء

جب سے تاریخ کی روشنی ہمارے سامنے آئی ہے اور ہم حق و باطل کے معرکوں سے آگاہ ہوئے ہیں ، دین و مذہب کی صف میں ، علمائے حق اور علمائے سُوء کی آویزش چلی آ رہی ہے ۔ علماء سُوء نے ہر عہد میں فتنے برپا کئے ۔ اپنوں کا دَور ہو یا پرایوں کا ، ان کی مداہنت نے حق میں قلمیں لگانے سے کبھی گریز نہیں کیا ۔ اپنوں کے دَور میں ان کا رول اور بھی خطرناک ہو جاتا ہے۔ پرایوں کا تجربہ تو انگریزوں کے دَور میں ہندوستانی مسلمانوں کو اس وقت ہوا ، جب یہ برصغیر برطانوی استعمار کے پنجہ میں آ گیا اور دارالحرب یا دارالامان کی بحثیں مختلف اشکال میں سامنے آئیں ۔ انگریزوں نے مسلمانوں میں نظریۂ جہاد کو منسوخ کرنے یا اس کا رُخ پھیرنے کے لیے بڑے بڑے جتن کئے ۔ علماء سُوء کی کھیپ تیار کرکے اس کے نگار خانہ سے ایسے ایسے نوادر نکالے کہ برصغیر میں مسلمانوں کی پوری تاریخ مجروح ہو گئی ۔ یہ جہاد پر خطِ تنسیخ کھنچوانے کی خفی و جلی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ برصغیر کو دارالامان قرار دینے کی خاطر علماء کا ایک متبادل گروہ تیار کیا گیا جس نے دیوبند کی مزاحمت کے لیے ایک نیا دین اٹھایا اور اس نئے مذہب کی شاخوں کو پانی دیا ۔ ان لوگوں نے قرآن و حدیث کی تفسیروں سے ، انگریزوں کے اولی الامر ہونے کا جواز پیدا کیا ۔

پنجاب جو برصغیر کا بازوئے شمشیر زن تھا ، وہاں نظریۂ جہاد کی بساط سمیٹ دینے

کے لیے ظلی و بروزی نبوّت کی داغ بیل ڈالی۔ پھر اس نبوّت کی دُوکان کو اس طریقے سے چمکایا کہ علمائے حق زِبح ہو کر رہ گئے۔ ممکن ہے زبح کا لفظ یہاں صحیح نہ ہو۔ ان علماء پر یہ بیتی کہ جب تک انگریز رہا "یہ لوگ" تین طرف سے نرغہ میں رہے۔

سامراج کی مخالفت

اوّلاً انگریزوں نے انہیں تختۂ ستم بنائے رکھا۔ اور ان پر نسلاً بعد نسلٍ اِبتلار کا دور رہا۔

ثانیاً، غیر مسلموں نے ان کے سیاسی وجود کو جماعتی طور پر قبول نہ کیا کیونکہ ان کے نزدیک یہ لوگ اسلام کی اساس پر برطانوی سامراج کے مخالف تھے۔

ثالثاً، خود مسلمانوں نے من حیث الجماعت ان سے، اس حسن سلوک کا برتاؤ نہ کیا۔ جو ان کی قربانی و ایثار کے لگاتار مضمرات کا تقاضا تھا، اس حوصلہ شکن فضا اور ناموافق آب و ہوا کے باوجود علمائے حق کا یہ گروہ نبرد آزما رہا اور اپنے کردار و عمل کے اتنے گہرے نقوش چھوڑے کہ تاریخ انہیں آسانی سے محو نہیں کر سکتی اور نہ ان کے بعجلت فنا ہونے کا اندیشہ ہے۔

مولانا احمد علی (نور اللہ مرقدہٗ) علمائے حق کی اسی جماعت کے فرد تھے ان کا تعلق جہاد و غزا اور نظر و فکر کے اس سلسلہ سے تھا جو مجدد الف ثانیؒ سے نسبت خصوصی رکھتا ہے۔ جس کے سرخیل شاہ ولی اللہؒ تھے، جس کی نیو سید احمدؒ اور شاہ اسمٰعیلؒ نے اٹھائی، جس کی شاخیں ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ ہائے دار و رسن سے پھوٹیں۔

وہ معناً ولی اللّٰہی ٹہنی ہی کے پتّا تھے، اس درخت ہی کا ایک پھول تھے جو محمد قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی رحہم اللہ تعالےٰ نے اگایا۔ شیخ الہند کے ہاتھوں پروان چڑھا اور ان کے نیک نفس جانشینوں نے سرسبز کیا۔

علمائے حق کی یہ ایک ایسی زنجیر ہے کہ جس کی عظمت پر حیرت ہوتی ہے، انسان حیران ہوتا ہے کہ انسانوں کی جماعت ہے یا قدرت کا معجزہ، ایک لکیر کھنچی چلی آتی ہے۔ نہ کوئی جھول ہے، نہ کوئی خم ہے نہ کوئی گرہ ہے، ایک صاف ستھرا سلسلہ ہے، جو شروع ہے اب تک چلا آ رہا ہے اور جن لوگوں نے اس راہ کو اختیار کیا ہے وہ کہیں بھی ہٹے محسوس نہیں ہوتے بلکہ جوانمردوں کا ایک قافلہ ہے جو فکر و نظر کے ہمرکاب، حق گوئی کے سائے میں بڑھا چلا جا رہا ہے۔ افسوس ہے کہ اس جماعت حق کے احوال و کوائف ابھی اس صورت میں سامنے نہیں آئے جو اس جماعت کی عظیم الشان جدو جہد کا طغرائے امتیاز ہیں اس کے بھی وجوہ ہیں۔ لیکن یہ بات غنیمت نظر آ رہی ہے کہ تاریخ نے ان کے تذکرے کو قبول کر لیا ہے اور بعض گم شدہ گوشے ابھر ابھر کر سامنے آ رہے ہیں۔

نظیریؔ کا یہ شعر بڑا ہی بلند سمجھا جاتا ہے کہ ؎

گریزد از صفِ ما آنکہ مرد غوغا نیست
کسے کہ کشتہ نہ شد از قبیلۂ ما نیست

اقبالؔ نے معرعۂ ثانی کی قیمت ان الفاظ میں بیان کی ہے ؎

بملک جم و دہم معرعۂ نظیریؔ را
کسے کہ کشتہ نہ شد از قبیلۂ ما نیست

مولانا احمد علی اس زمانہ میں اسی قبیلہ کے چشم و چراغ تھے۔ جہاں تک خاندان کا تعلق ہے ان کے والد مسلمان ہوئے تھے مولانا عبیداللہ سندھی نے خود اسلام قبول کیا تھا۔ اتفاقات کی بوقلمونی ملاحظہ ہو کہ والد کا انتقال ہو گیا تو حضرت دین پوری نوّر اللہ مرقدہ نے آپ کی والدہ کا نکاح مولانا عبیداللہ سندھی سے پڑھوا دیا۔ جو کچھ دنوں بعد رحلت کر گئیں۔ مولانا سندھی کی پہلی اہلیہ میں سے ایک لڑکی مریم بی بی تھیں انہوں نے اس کا نکاح آپ سے کر دیا مگر وہ پہلے سال ہی داغ مفارقت دے گئیں۔ اس رشتہ نے جو تلمذ کی اساس پر شروع ہُوا تھا جانبین میں ایک ایسا رشتہ استوار کر دیا کہ اس کی شکست و ریخت کا سوال ہی اُٹھ گیا۔

ریشمی رومال کی تحریک

مولانا عبیداللہ سندھی حضرت شیخ الہند کے شاگردوں میں سے تھے۔ ہمیشہ برطانوی ملوکیت کے خاتمہ کی فکر میں رہتے۔ اس غرض سے انہوں نے دیوبند کو بالا کیا ۱۹۰۹ء میں جمعیۃ الانصار قائم کی ۱۹۱۳ء میں دہلی کی فتحپوری مسجد میں نظارۃ المعارف قائم کیا۔ اس مدرسہ کا مقصدِ اولیٰ جہاد و غزا کے لیے مجاہدین تیار کرنا تھا۔ اسی اثنار میں ۱۹۱۴ء کی پہلی جنگ عظیم چھڑ گئی حضرت شیخ الہند نے مولانا سندھی کو کابل بھجوا دیا۔ تو انہوں نے حضرت شیخ الہند کے مشورہ سے آپ کو دہلی میں اپنا جانشین مقرر کیا۔ خود حضرت شیخ حجاز تشریف لے گئے۔ مولانا محمد میاں انصاری کو رابطہ افسر مقرر کیا گیا۔ انگریزوں پر یلغار کرنے کا یہ ایک منصوبہ تھا جو ریشمی رومال کی تحریک سے موسوم ہے۔ یہ نامہ و پیام زرد ریشمی رومال پر لکھا جاتا اور جانبین کو تسلیم ہوتا تھا۔

پہلا ریشمی رومال ۹؍جولائی ۱۹۱۴ء (مطابق ۸؍رمضان المبارک) کو حضرت شیخ الہند کی خدمت میں حجاز روانہ کیا گیا۔ اس مکتوب میں بہت سی تفصیلات تحریر تھیں۔ سندھ کے شیخ عبدالرحیم کی معرفت یہ خط حضرت شیخ کو پہنچا۔ ان شیخ عبدالرحیم ہی کی بیوہ نے شوہر کی وصیت کے مطابق اپنی اراضی کا ایک بڑا حصّہ فکر ولی اللّٰہی کی اشاعت و ترویج کے لیے وقف کیا ہے۔ اس اکیڈمی کے تحت شیخ عبدالرحیم کے نام پر ماہنامہ "الرحیم" نکلنا شروع ہُوا ہے اور پروفیسر محمد سرور جامعی اس کے ایڈیٹر ہیں۔

کسی طرح یہ "تحریک" انگریزوں کے ہاتھ آ گئی انہوں نے حضرت شیخ الہند کو حجاز میں گرفتار کرا کے مالٹا میں قید کر دیا۔ اور جہاں نہاں اس تحریک کے برگ و بار تھے انہیں ختم کرنا شروع کیا جو جو لوگ اس میں شریک تھے گرفتار کئے گئے۔ مولانا احمد علی کو بھی فتح پوری کی مسجد سے پکڑ لیا گیا، گھر کی تلاشی لی گئی۔ ایک شریکِ درس عقیدت مند کی مخبری پر چھت میں لٹکی ہوئی نلکی پر بھی قبضہ کر لیا گیا جس کے متعلق شبہ یہ تھا کہ اس میں ریشمی رومال ہوں گے لیکن اس میں حضرت علامہ انور شاہ کی دستخطی سند تھی۔ جو آپ کو طالب علمی سے فارغ ہونے پر دی گئی تھی۔

کچھ دنوں افسرانِ مجاز نے آپ کو اِدھر اُدھر پھرایا۔ مختلف حوالاتوں میں رکھا، بالآخر راہوں کے تھانے میں نظربند کر دیا۔ وہاں سے لاہور لایا گیا۔ آخرکار کٹھن مرحلے کے بعد

آپ کو رہائی حاصل ہو گئی۔ حکومت نے آپ کو لاہور میں پابند کر دیا۔ یہ آپ کے لاہور میں قیام کی بنار ٹھہری۔ یہاں آپ نے لائن سبحان خان (شیرانوالہ دروازہ) کو قیام کے لیے منتخب کیا۔ اور یہیں ایک چھوٹی سی مسجد میں درسِ قرآنِ حکیم دینے لگے۔ مولانا عبیداللہ سندھی نے آپ سے وعدہ لیا تھا کہ تمام زندگی قرآن پاک کی اشاعت و تبلیغ کے لیے وقف کر دیں گے۔ چنانچہ مرتے دم تک یہی آپ کا شعار رہا۔

انجمن خدام الدین

موجودہ مسجد کی تعمیر و وسعت اور انجمن خدام الدین کا قیام و استحکام تمامتر حضرت کی مساعی مشکور کا معجزہ ہے۔ واقفان حال کا بیان ہے کہ جہاں آج کل بڑی مسجد ہے یہاں کبھی سرکاری اونٹوں کا طویلہ تھا۔ جہاں انجمن کا مدرسۃ البنات ہے وہاں پولیس کی چاند ماری کے لیے جگہ تھی۔ مسجد میں اِکّا دُکّا شخص ہی نماز پڑھتا تھا۔ گرد و پیش صرف دو تین مسلمانوں کے مکان تھے۔ تمام محلہ ہندوؤں اور سکھوں سے آباد تھا یا پھر اِدھر اُدھر کوٹھی خانے تھے۔ مولانا کے قدوم میمنت لزوم کا یہ فیض تھا کہ دنوں ہی میں کایا پلٹ ہو گئی۔ رفتہ رفتہ نہ صرف یہ علاقہ ہی مسلمانوں کا ہو گیا بلکہ شیرانوالہ کی یہ مسجد علم و نظر کا مرکز بن گئی۔ حریت و استقلال کے معرکوں کو یہاں سے غذا ملنے لگی۔

ہجرت اور مراجعت

امیر امان اللہ خاں نے انگریزوں سے جنگ کی تو جن مسلمانوں نے ہجرت کی ان میں آپ بھی تھے۔ پنجاب کے مہاجرین نے آپ کو امیر منتخب کیا۔ جب امان اللہ خاں نے انگریزوں سے مفاہمت کر لی تو معاہدہ کے مطابق آپ کو پھر واپس آنا پڑا۔ واپس آ کر آپ نے لاہور کے دینی اور سیاسی مزاج کا رُخ بدلنا شروع کیا۔ لاہور میں جمعیت العلماء کا سب سے پہلا اجلاس شیرانوالہ ہی میں منعقد ہوا۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے اس اجلاس کی صدارت کی۔ سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری کو خدام الدین ہی کے جلسہ میں امیر شریعت منتخب کیا گیا۔ حضرت علّامہ انور شاہ بھی اس اجلاس میں موجود تھے۔ انہوں نے بیعت فرمائی۔

جس جس انداز سے جو جو تحریکیں برطانوی سامراج کے خلاف اٹھتی رہیں۔ آپ اُن میں بالواسطہ اور بلا واسطہ شریک ہوتے رہے۔ آپ نے عمر بھر میں جو خطبات دیے وہ نہ صرف بدعات کے خلاف جہاد کی حیثیت رکھتے تھے بلکہ ان کا انداز ہی ایسا تھا کہ لوگ سیاسی طور پر برطانوی استعمار کے خلاف ہوتے چلے جاتے تھے۔ عمر بھر انگریزوں کی غلامی اور اس کے خود کاشتہ پودوں کا محاسبہ کیا۔ بالطبع مجاہد عظیم تھے۔ جہاں تہاں انگریزوں کو ضرب لگانے کا موقع ملتا اس سے چوکتے نہیں تھے، ہمیشہ ہی انگریزوں کو ہدف تنقید بنائے رکھا۔ اللہ سے لو لگا کر اپنے آپ کو اتنا بلند کر لیا تھا کہ سرکاری مخبر بھی آپ کے معاملہ میں توبہ تائب کر لیتے تھے۔

سلف کی یادگار

مسلمانوں کی جتنی تحریکیں اٹھیں بشرطیکہ ان کا رُخ برطانوی استعمار کے خلاف ہو، ان کے پشتیبان تھے۔ بعض دفعہ کلمۂ حق کی اشاعت کے لیے انہیں جیل جانا پڑا لیکن ان کا احترام اتنا تھا کہ خود اعضائے حکومت انہیں جیل میں رکھنے کے لیے راضی نہ ہوتے تھے۔ انگریزوں نے انہیں جب کبھی قید و بند میں ڈالا قدرت نے ایسا ساز و سامان پیدا کر دیا کہ انہیں رہا کئے بغیر چارہ نہ رہا۔ ع پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

اصلاً اور معناً وہ ان علمائے سلف کی یادگار تھے جو امویوں اور عباسیوں کے درباروں میں کلمۃ الحق کی نگہبانی کیا کرتے اور منبر و محراب پر کھڑے ہو کر اولوالامر کی تلقین اور نواہی کی تکذیب فرماتے تھے۔

مجاہدین سے رابطہ

مجاہدین سرحد سے ان کا آخر وقت تک رابطہ رہا۔ جب کبھی انگریزوں کے خلاف سرحد کے کسی حصّے میں شورش برپا ہوتی وہ اس کی امداد اپنے اوپر فرض کر لیتے۔ جو لوگ سیّد احمد شہید کے قافلے سے بچھڑ کر سرحد میں رہ گئے تھے یا جنہوں نے حلف لیا تھا کہ وہ انگریزوں کی عملداری میں ہندوستان نہیں جائیں گے آپ اس سلسلہ کے معاونین میں سے تھے۔ مولانا لال حسین اختر راوی ہیں کہ جس طرح ہندوستان کی کسان پارٹی کو امریکہ کی غدر پارٹی امداد دیتی رہی یا پنجاب کا کرتی گروپ اس بیرونی امداد کے سہارے سیاسی جد و جہد میں شریک رہا اسی طرح مولانا احمد علی آخر دم تک ان مجاہدوں کا ایک ایسا ذریعہ بنے رہے، جس سے انہیں امداد پہنچتی رہی اور دوسری جنگ عظیم میں بھی امداد کا یہ سلسلہ رُکا نہیں۔

خود مولوی لال حسین صاحب کی روایت کے مطابق ایک دفعہ کا انہیں ذاتی تجربہ ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ ایک دفعہ مجھے حضرت نے فرمایا "مولوی صاحب! ان صاحب کے ساتھ یہ بیگ لے کر فلاں سٹیشن تک چلے جاؤ۔ وہاں یہ بیگ ان کے حوالے کر کے واپس چلے آنا۔ اس سے پہلے نہ تو گھلنے ملنے کی ضرورت ہے اور نہ اس بیگ سے بے پرواہی برتنی ہوگی" حیران تھا کہ کیا ماجرا ہے۔ میرا ساتھی کلین شیو اور کوٹ پتلون میں تھا۔ نہ میں نے اس سے استفسار کیا نہ اس نے مجھ سے کھل کے بات کی۔ مقررہ جگہ میں نے بیگ اس کے حوالے کیا۔ وہ رسمی علیک سلیک کے بعد رخصت ہو گیا۔ کچھ دنوں بعد حضرت سے پتہ چلا کہ یہ شخص اسی سلسلہ کا ایک معتمد رفیق ہے خطوط لاتا اور پیغام لے جاتا ہے۔ حضرت دونوں حلقوں کی درمیانی کڑی تھے۔ یہ بات بھی کھل گئی کہ اس بیگ میں پچاس ہزار روپے کے نوٹ تھے جو مجاہدین کے لیے بھیجے گئے تھے۔ غیبی امداد کی رقم اسی طرح روزانہ روانہ کی جاتی۔ مولانا اس رقم اور راز کے امین تھے ان کا دماغ انہی خطوط پر آخر وقت تک کام کرتا رہا۔ جو شیخ الہند نے برطانوی حکومت کا تختہ الٹنے کے لیے تیار کئے تھے۔

افسوس ! اشکِ سحرگاہی سے وضو کرنے والے یہ لوگ جو خال خال رہ گئے تھے - اب نہ صرف ہمیشہ کی نیند سو گئے ہیں بلکہ اگر چراغِ جستجو لے کر نکلیں تو بھی اس اندھیری رات میں ان چہروں کی تلاش ناممکن ہے -

ہم جیسے لوگ جو عشق و معرفت کی راہوں سے آگاہ نہیں ہوتے اور جنہیں یہ احساس ہی نہیں ہوتا کہ ایک انسان تزکیۂ نفس اور معراج عملی کے بعد زندہ کرامت بھی ہو سکتا ہے - مولانا احمد علی نور اللہ مرقدہٗ کی شخصیت کا کماحقہٗ احاطہ نہیں کر سکتے - البتہ یہ احساس ضرور ہوتا ہے کہ ہم ایک ایسی عظمت سے محروم ہو گئے ہیں جس کا وجود اس گئے گذرے زمانہ میں آیات من اللہ میں سے تھا - اور جو مبدءِ فیاض سے مرد مومن کی صفات لے کر آیا تھا - ع نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پُرسوز



بقیہ : حضرت عائشہ رضؓ

کی کئی آیاتِ کریمہ بھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات کی عظمت و شان پہ گواہ ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبردار، نماز و زکوٰۃ کی پابند، عفت و عصمت کی مثالی شاہکار، جاہلیت کی عادات سے پاک، قرآن کی تلاوت کرنے والی اور ہر قسم کی ناپاکی سے مبرّا و منزّا تھیں بلکہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ تو یہ ہے کہ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡهِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ وَیُطَهِّرَکُمۡ تَطۡهِیۡرًا - کہ اے نبی کہ اہل بیت یعنی گھر والیو ! بیشک اللہ تو یہ ہی چاہتے ہیں کہ تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور کر دیں - اور تمہیں پوری طرح پاک کر دیں "۔

اب سوچنے کا مقام یہ ہے کہ جب اللہ تعالےٰ ازواج مطہرات کو پاک رکھنے اور ہر قسم کی رجس کو اُن سے دور رکھنے کا ارادہ فرما چکے ہیں تو دنیا کی کون سی طاقت اُن کی طرف ناپاکی کی نسبت کر سکتی ہے - نیز آیت کے اس ٹکڑے سے معلوم ہوا کہ قرآن کی اصطلاح میں لفظ اہل بیت کی مصداق اوّل اور براہ راست مخاطب صرف اور صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں -

محترم حضرات ! اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاھرہ سلام اللہ و رضوانہ علیہا کا اللہ اور اللہ کے رسول کی نگاہ میں جو مقام ہے - نیز اسلام اور اہل اسلام کے لیے آپؓ کی اَن گنت خدمات کا تذکرہ کرنے اور آپؓ کی سیرت کو بیان کرنے کے لیے بہت لمبے وقت کی ضرورت ہے - مختصراً یہ کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں آپؓ کا مقام بہت بلند ہے - حضور علیہ السلام کی آپؓ سب سے چہیتی زوجہ محترمہ تھیں - اسی لیے آپؐ نے فرمایا کہ " مجھے عائشہ کے بارے میں ایذا نہ دو کہ عائشہؓ میری واحد بیوی ہے جس کے بستر پر مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی رہی ہے "۔

قرآن کے فیصلے کے مطابق عائشہؓ تمام مومنوں کی ماں ہیں اور اسلامی تاریخ پر آپؓ کے وہ احسانات ہیں - کہ ہمیں آپؓ کا شکرگزار ہونا چاہیئے کہ دین کا ایک بہت بڑا حصّہ آپؓ ہی کے ذریعہ ہم تک پہنچا - اللہ تعالیٰ ہمیں آپؓ کا صحیح احترام اور آپ کے مقام کا صحیح تحفظ کرنے کی

بقیہ ۳۱ پر

وہ اعمال جن کا ارتکاب اسلام سے خارج کر دیتا ہے

حضرت مولانا الحاج قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہ العالی، دارالارشاد اٹک

ان میں سے ایک عمل جمہور اہل اسلام کے نظام حیات سے علیحدہ ہو کر کسی دوسرے نظام حیات کو اپنانا ہے - ارشادِ قرآنی ہے :-

وَمَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ (الآیہ) پ۵ - رکوع ۱۴ - آیت ۱۱۵)

ترجمہ: اور جو کوئی مخالفت کرے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی، جب کہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے سب مسلمانوں کے رستہ کے خلاف تو حوالہ کریں گے اس کو وہی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے ہم اس کو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ ہے -

○

اللہ تعالےٰ کے ساتھ، اللہ تعالےٰ کے احکام کے ساتھ، اللہ تعالےٰ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ٹھٹھا کرنے اور ان کی توہین کرنے والا بھی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے - ارشادِ قرآنی ہے :-

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ لَیَقُوۡلُنَّ

(الآیات) پ۱۰ ع ۱۴ - آیت ۶۵-۶۶)

ترجمہ : اور اگر تو ان سے پوچھے تو وہ کہیں گے ہم تو بات چیت کرتے تھے اور دل لگی، تو کہہ کیا اللہ سے اور اس کے حکموں سے اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے تم ٹھٹھا کرتے تھے بہانے مت بناؤ - تم تو کافر ہو گئے اظہار ایمان کے پیچھے - اگر ہم معاف کر دیں تم میں سے بعض کو (توبہ کرنے پر) تو البتہ عذاب بھی دیں گے اس سبب سے کہ وہ گنہگار تھے

○

سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر اپنی بات کو اونچا کہنے کی جسارت کرنا اور آپؐ کے ارشاد پر دوسرے انسانوں کے اقوال کی طرح بے باکانہ بحث کرنا بھی اسلام سے اس طرح خارج کر دیتا ہے کہ ایسے بدنصیب کی تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں - ارشادِ قرآنی ہے :-

یَا اَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَکُمۡ (الآیہ)

پ۲۶ سورہ الحجرات، آیت ۲)

ترجمہ : اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبیؐ کی آواز سے اوپر بلند نہ کرو - اور اس سے نہ بولو تڑخ کر جیسے تڑختے ہو ایک دوسرے پر، کہیں اکارت نہ ہو جائیں تمہارے سب اعمال اور تم کو خبر بھی نہ ہو -

○

کفریہ کلمات کہہ دینے سے بھی ایک مسلمان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اس کے بعد اس کے لیئے اسلامی مملکت میں کوئی جائے پناہ نہیں رہتی اگر توبہ نہ کرے تو اسلامی حکومت اس کو قتل کر سکتی ہے - ارشادِ قرآنی ہے :-

وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ۔ پ۱۰ رکوع ۱۱ - آیت ۷۴)

ترجمہ: اور بے شک کہا انہوں نے لفظ کفر کا، اور منکر ہوگئے مسلمان ہو کر اور قصد کیا تھا اس چیز کا جو ان کو نہ ملی اور یہ سب کچھ اسی کا بدلہ تھا کہ دولت مند کر دیا ان کو اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے فضل سے، سو اگر توبہ کر لیں تو بھلا ہے ان کے حق میں اور اگر نہ مانیں گے تو عذاب دے گا ان کو اللہ عذاب دردناک دنیا میں اور آخرت میں اور نہیں ان کا روئے زمین پر کوئی حمایتی اور مددگار۔

○

اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کو دل سے ناپسند سمجھنے والا بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ ارشاد قرآنی ہے:۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ۔ (الذاریات پ۲۶ سورۃ القتال آیت ۸)

ترجمہ: اور جو لوگ کہ منکر ہوئے وہ گرے منہ کے بل اور کھو دیے اُن کے کئے کام۔ یہ اس لئے کہ اُن کو پسند نہ ہوا جو اتارا اللہ تعالیٰ نے" پس اللہ تعالیٰ نے اُن کے سب اعمال اکارت کر دیے۔

○

دین اسلام کے مقابلے میں کسی دوسرے دین (نظام حیات) کی تلاش کرنے والا بھی دونوں جہانوں میں ذلّت کا شکار ہو جاتا ہے۔ ارشادِ قرآنی ہے:۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا (الآیہ) پ۳، س آل عمران آیت ۸۵)

ترجمہ: اور جو کوئی چاہے سوا دین اسلام کے کوئی اور دین سو اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں خراب ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ان خطرناک اعمال سے محفوظ رکھے اور کسی بے احتیاطی کے ارتکاب پر توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین!

بقیہ : پہلا معرکہ

راہ بدل لی ہے ان کے دل و دماغ پر اب فکری انارکی اور آوارگی کی حکمرانی ہے اس لئے ان سے کلمۂ خیر کی توقع ہی نہ رہی مگر کسی کے آنے جانے اور زاویہ نگاہ بدل لینے سے قافلۂ حق کی تیز گامی میں کوئی فرق واقع نہ ہوگا۔

جیّد عالمِ دین مولانا شمس الدین کو سپردِ خاک کر دیا گیا

گوجرانوالہ یکم جون (نمائندہ خصوصی)

جیّد عالم دین سابق مدرس دارالعلوم دیوبند اور جامعہ صدیقیہ گوجرانوالہ کے شیخ الحدیث والتفسیر مولانا قاضی شمس الدین کو ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں جامعہ صدیقیہ کے صحن میں سپرد خاک کر دیا گیا قبل ازیں مرحوم کا جنازہ ان کی رہائش گاہ محلہ مجاہد پورہ سے صبح ۱۰ بجے اٹھایا گیا اور نماز جنازہ شیرانوالہ باغ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ جمعیۃ اشاعت التوحید والسنّت پاکستان کے امیر مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری نے پڑھائی۔

امیر انجمن خدام الدین جانشین امام الہدیٰ مولانا محمد اجمل قادری نے ایک بیان میں مولانا قاضی شمس الدین کی وفات کو دینی قوتوں کا نقصان قرار دیا ہے اور ان کے لئے مغفرت اور بلندیٔ درجات کی دعا کی ہے۔

مولانا قاضی شمس الدین شیخ الاسلام مولانا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے وہ نصف صدی سے زائد عرصہ تک کتاب و سنّت کی تعلیمات کی تدریس و اشاعت کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین!

ابوبکر عبدالغنی یزدانی

روس و امریکہ کا مفاد اور دُنیائے اسلام

حال ہی میں جنوب مشرقی ایشیا کے امور کے ممتاز امریکی ماہر پروفیسر ڈاکٹر رابرٹ وائرسنگ نے کہا ہے کہ اس خطہ میں امریکہ اور مغرب کے وسیع تر مفادات کی خاطر پاکستان کی سلامتی و استحکام کو یقینی بنانا ناگزیر ہے۔

یہ بیان ۱۵ اکتوبر ۸۳ء کے اخبارات کے ذریعہ منظرِ عام پر آیا ہے اور اس میں انہوں نے یہ اعتراف بھی کیا ہے کہ اس خطہ میں برطانیہ کا اثر و رسوخ بتدریج ختم ہو رہا ہے مگر امریکہ بھی جیسے یہ خلا پُر کرنا ہے اس خطہ کے غیر مستحکم ہونے کے باعث پورے طور پر اپنا اثر قائم نہیں کر سکا اور انہوں نے اپنے بیان میں اس کی بڑی وجوہات مشرق وسطیٰ کا مسئلہ، ایران کا انقلاب اور افغانستان میں رُوسی جارحیت بیان کی ہیں۔ امریکی ماہر نے یہ بیان افغانستان میں روسی جارحیت اور پاکستان کی سلامتی کے موضوع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے دیا ہے۔

اسی بیان میں انہوں نے واضح طور پر پاکستان کی اہمیت کو اس کی جرأت و ہمت کی بنا پر تسلیم کرتے ہوئے امریکہ کی طرف سے اس کی فوجی اور اقتصادی امداد کا ذکر کیا ہے۔ اس سب صورتِ حال کا تعلق موجودہ دور کے واقعات سے ہے اور صرف پاکستان کا ذکر اس لیے ہے کہ اس خطہ میں برطانیہ جس کی سلطنت پر کبھی سورج غروب نہ ہونے کی مثل زبان زد عام و خاص تھی اپنا اثر و رسوخ کھو رہا ہے اور روس اپنا اثر بڑھانے کے لیے زبردست کوشش کر رہا ہے جس کی مثالیں بھارت روس دوستی کا معاہدہ ۱۹۷۱ء، عراق روس معاہدہ ۱۹۷۲ء اور پاکستان کے پڑوسی برادر ملک افغانستان میں روسی جارحیت ہے۔ انہی امور کی بنا پر امریکہ کو پورے اعتماد کے ساتھ روسی خطرہ کے پیش نظر پاکستان کی امداد کا منصوبہ بنانا پڑا ہے۔

نظر غائر سے دیکھا جائے تو پاکستان سے عقیدت مسلمانوں کے ایمانی جذبہ کی بدولت ان کی جرأت و ہمت کی وجہ سے ہے جو اسلام کی تعلیمات اور خصوصاً درسِ جہاد پر عملدرآمد کا نتیجہ ہے کیونکہ اس جذبہ کے ساتھ مسلمان جس طاقت کے ساتھ ہوں گے اس کا وزن یقیناً بھاری ہوگا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آج سے تقریباً پچاس سال پیشتر بھی ایک مشہور انگریز فاضل میجر اے۔ جی۔ لیونارڈ نے اپنی تصنیف "اسلام اور اس کے اخلاقی و روحانی مدارج" میں بالکل اسی انداز کے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ "یورپ کا مفاد اس میں مضمر ہے کہ دُنیائے اسلام کے ساتھ ہمدردی، تحمل اور انصاف کا سلوک کیا جائے"۔ اس لحاظ سے موجودہ امریکی ماہر امور جنوب مشرقی ایشیا کے خیالات گویا میجر اے۔ جی۔ لیونارڈ کی صدائے بازگشت ہیں۔ میجر موصوف

نے یورپ کو اپنے ایک وسیع و عریض خطاب میں یہ احساس دلایا تھا کہ یورپ کو ہمیشہ اسلام کا سپاس گذار رہنا چاہیئے اور اس کا اسلام کے احسانات کو فراموش کر دینا پست ذہنیت کا ثبوت ہوگا جو دیانت داری کے بھی خلاف ہے کیونکہ اسلامی تہذیب ہی مغربی معاشرت کے لیے آخری سہارا ثابت ہوئی ہے۔

جس حد تک فاضل مصنف کی طرف سے اسلام کے احسانات کا تذکرہ ممالک کی ابتری اور بد امنی پر مبنی ناگفتہ بہ حالت اس وقت بھی موجود تھی جب یورپ میں احیاء علوم کی تحریک زوروں پر تھی اور یہ تاریک ترین دَور پانچویں صدی عیسوی سے شروع ہو کر پندرھویں صدی عیسوی تک پھیلا ہُوا تھا۔

اس زمانہ میں عربوں کے ماتحت اسلامی تہذیب علمی اور تمدنی برتری کو اپنے جلو میں لیے اپنے عروج کو پہنچ چکی تھی۔ میجر لیونارڈ نے اپنی غزالی وغیرہم کی شاندار خدمات اور اس کے علاوہ عہد عباسیہ کے ابتدائی دور کی حیرت انگیز علمی سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان عظیم الشان کارناموں کو جو اہلِ یورپ کے لیے رہنما ثابت ہوئے اور بقائے دوام حاصل کر چکے ہیں ناشکر گذار یورپ کبھی محو نہیں کر سکتا۔

آخر میں فاضل مصنف نے عیسائی اقوام کو مشورہ دیا ہے کہ وہ نفرت، تعصب اور عناد کو خیر باد کہہ کر اسلام کے مرہونِ منّت رہنے کا عہد و اعلان کریں کیونکہ

جنوبِ مشرقی ایشیا کے امُور کے امریکی ماہر کا
تجزیہ مُمتاز برطانوی دانشور اے جی لیونارڈ
کی صدائے بازگشت ہے

ہے تو یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ یورپ قدیم زمانہ سے جہالت اور ظلمت میں گھِرا ہُوا چلا آرہا تھا۔ مغربی لوگ بری طرح تنگ دلی، تعصب اور تفرقہ بازی میں مبتلا تھے۔ روم و ایران پستی میں غرق اور یورپ کے بیشتر حصہ میں بربریت کا دور دورہ تھا۔ عیسائیت کے علمبردار ممالک میں ظلم، تعدی، حسد اور ملوکیت کا زور تھا۔ حب الوطنی کا جذبہ فنا ہو چکا تھا۔ مذہبی رہنماؤں کی مطلق العنانی اور ایذا رسانی سے لوگ عاجز آرہے تھے۔ عیسائی تصنیف میں عربوں کی جرأت و بہادری اور ان کی فتوحات اور عام مسلمانوں کی عالی حوصلگی کا ذکر کرتے ہوئے ان کی کامیابیوں کو کسی روحانی قوّت کے فیض کا نتیجہ قرار دیا ہے کیوں کہ مسلمان اپنے مفتوحین کے ساتھ نہایت نرمی اور بردباری سے پیش آتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی عرب کے مشہور اور ممتاز حکماء اور سائنسدانوں مثلاً ابوریحان البیرونی، بوعلی سینا فلسفہ ارسطو کے سب سے بڑے شارح ابن رشد، ابن ماجہ اور امام حقائق پر ہمیشہ پردہ نہیں ڈالا جاسکتا۔ جہاں یورپ کو مشورہ دیا گیا ہے کہ اس کا مفاد اس میں مضمر ہے کہ دنیائے اسلام کے ساتھ ہمدردی، تحمّل اور انصاف کا سلوک کیا جائے وہاں برطانیہ اور فرانس کو خاص طور پر مخاطب کرتے ہوئے اس بات کا مقتضی ٹھہرایا ہے کہ دونوں حکومتیں اپنے اپنے اقتدار سے فائدہ اٹھا کر صحیح طرزِ عمل اختیار کریں اور عیسائی مبلغین کو غیر شریفانہ اعمال و افعال سے روکیں کیونکہ اس کا نتیجہ کبھی مثبت نہیں ہوتا اور نہ طاقت

کے ذریعے کسی تحریک کو دبایا جاسکتا ہے بلکہ اس سے استبداد مزید ترقی کرتا ہے۔

آخر میں مغربی مدبّرین کو بھی اسلام کا نظر عمیق سے مطالعہ کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے اور اس بات کو بطورِ خاص ذہن نشین کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ دنیا میں مسلمانوں کے نہایت تھوڑے عرصہ میں ترقی و عروج کے اسباب میں بیک وقت مادیت اور روحانیت کا اشتراک ان کے باہمی اتحاد اور تنظیم و تعمیر کا بے پناہ جذبہ کارفرما تھا۔ اور یہی وہ اسباب و وسائل تھے جن کو بالآخر سلطنتِ برطانیہ کی توسیع و ترقی کے لیے کام میں لایا گیا اور انہی کی بدولت انگلستان کو بتدریج برطانیہ عظمیٰ میں تبدیل کرنے کے مواقع میسّر آئے۔

"حقیقت یہ ہے کہ مندرجہ بالا خیال کی روشنی میں "کہ مسلمانوں کی فتوحات کسی روحانی قوّت کے فیض کا نتیجہ تھیں" اگر ہم مسلمان اپنے موجودہ طرزِ عمل پر غور کریں اور اپنی روحانی قدروں کو اجاگر کرتے ہوئے اُس راہ عمل کو اختیار کریں جو احکام قرآنی کے ذریعے ہمارے عظیم الشان اور جلیل القدر آخری پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے دنیا و آخرت کی فوز و فلاح کے لیے متعین کی تھی تو اس صورت میں آج بھی دنیا کے تختہ پر عجیب الغریب اور محیّر العقول کارنامے بلکہ عظیم انقلابات رونما ہوسکتے ہیں۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ہم قومی و ملّی زندگی کی بقا کے لیے اتباعِ سُنّت نبویہ کے جذبہ کے ساتھ سرگرم عمل ہوجائیں۔"

انٹرنیشنل تحفّظ ختم نبوّت مشن کے وفد کی مولانا اسعد مدنی مدظلہٗ سے ملاقات

جدّہ: ر مئی: قادیانیوں کی سرگرمیوں کا عالمی سطح پر مقابلہ کرنے کے لیے قائم ہونے والی تنظیم انٹرنیشنل ختم نبوّت مشن" کے ایک نمائندہ وفد نے مشن کے سربراہ مولانا عبد الحفیظ کی قیادت میں گذشتہ روز یہاں جمعیۃ العلمائے ہند کے صدر مولانا اسعد مدنی سے ملاقات کی۔ وفد میں مولٰنا محمّد ضیاء القاسمی، مولانا عبد الرشید انصاری، جناب محمّد یوسف اور الشیخ محمّد ملک الحجازی بھی شامل تھے۔ مولانا اسعد مدنی نے عالمی ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لیے وفد کی جانب سے پیش کی جانے والی دعوت قبول کر لی اور امید ظاہر کی کہ انگریز کے خود کاشت پودے "قادیانیت" کے قلع قمع کے لیے انٹرنیشنل ختم نبوّت مشن نمایاں کردار ادا کرے گا۔

○

جانشین امام الہدٰی
مولانا محمد اجمل قادری
ختم قرآن پاک کی محافل میں شرکت فرمائیں گے

پروگرام

اکیسویں شب: آبکاری روڈ۔ مسجد اللہ جوایا والی۔

بائیسویں شب: مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور ختم دورہ تفسیر قرآن

تیئیسویں شب: چھوٹی مسجد حضرت لاہوری" فاروق گنج لاہور
۲۔ ایم، ایس فیکٹری، بادامی باغ لاہور

چوبیسویں شب: جامع مسجد توحید، توحید نگر لاہور

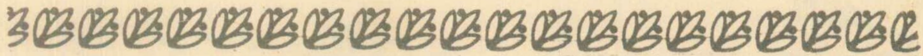
ستائیسویں شب: ختم قرآن تراویح و جلسہ تقسیم اسناد طلباء دورہ تفسیر قرآن، جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

اٹھائیسویں شب: مسجد ٹمبر مارکیٹ راوی روڈ لاہور
۲۔ رہائش گاہ خالد بٹ صاحب شاد باغ لاہور

انتیسویں شب: وحدت روڈ پائلٹ ہائی سکول

بچوں کا صفحہ

اسلامی تعلیمات



س: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں۔

ج: حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالےٰ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ ہم مسلمان اُن کی اُمّت میں سے ہیں۔

س: رسُول یا پیغمبر کسے کہتے ہیں؟

ج: اللہ تعالےٰ اپنے جس نیک بندے کے ذریعے اپنا پیغام انسانوں تک پہنچاتا ہے اس کو رسول یا پیغمبر کہتے ہیں۔

س: اللہ تعالیٰ کا پیغام کیا ہے؟

ج: اللہ تعالےٰ کا پیغام اپنے بندوں کے لیے یہ ہے کہ میرے بندے اس دنیا میں رہ کر اچھے اچھے کام کریں اور بُرے کاموں سے بچیں تاکہ اُن کو دنیا میں بھی کامیابی ہو اور مرنے کے بعد انہیں جنت ملے۔

س: ہمیں کیسے معلوم ہو کہ اچھے کام کون سے ہیں جو ہمیں کرنے چاہئیں اور بُرے کام کون سے ہیں جن سے بچنا چاہیئے۔

ج: یہ سب باتیں قرآن مجید میں لکھی ہوئی ہیں اور اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر عمل کر کے بتا دیا ہے کہ وہ اچھے کام کس طرح کیے جائیں۔ اگر ہم قرآن مجید سمجھ کر پڑھیں گے تو ہمیں یہ ساری باتیں معلوم ہو جائیں گی۔

س: اللہ تعالےٰ نے نماز پڑھنے کا حکم کیوں دیا ہے؟

ج: نماز پڑھنے والا آدمی پاک صاف رہتا ہے۔ نماز انسان کو برائیوں سے روکتی ہے۔ نماز دُنیا کی پریشانیوں اور تکلیفوں کو دُور کرتی ہے۔ نماز کے اور بھی بہت سے فائدے ہیں۔

س: دن رات میں کتنی نمازیں پڑھنی چاہئیں؟

ج: دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔

فجر۔ ظہر۔ عصر۔ مغرب۔ عشاء

بِسْمِ اللہ

س: ہر کام کو شروع کرتے وقت کیا پڑھنا چاہیئے؟

ج: ہر کام کو شروع کرتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنی چاہیئے۔

س: بسم اللہ کیوں پڑھی جاتی ہے؟

ج: بسم اللہ پڑھنے سے اللہ تعالےٰ ہر کام کو آسان کر دیتا ہے اور اس میں برکت ہو جاتی ہے۔

کھانے کی دُعا

بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی بَرَکَاتِہٖ

اللہ کے نام سے اور اس کی برکتوں کی اُمید پر

کھانے کے بعد کی دُعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور مسلمان بنایا۔

سلام

جب دو مسلمان آپس میں ملیں تو کیا کرنا چاہیئے؟